Regd. No. P. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہفت روزہ

بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ چھ روپے
ششماہی تین روپے پچاس پیسے
ممالک غیر ۵۰-۷
فی پرچہ تیرہ پیسے

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر فیض احمد گجراتی

جلد ۱۱	۶ نبوت ۱۳۴۱ھ ش	۸ رجب ۱۳۸۲ھ	۶ دسمبر ۱۹۶۲ء	نمبر ۴۹

اخبار احمدیہ

ربوہ - یکم دسمبر (بوقت ۸½ بجے صبح) - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ
کل دوپہر کے وقت اور شام کے وقت حضور کو اعصابی بے چینی کی
تکلیف زیادہ رہی - اس وقت طبیعت اچھی ہے -

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے - آمین -

قادیان - ۴ دسمبر - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سیالکوٹ و جیال حیدرآباد [illegible] ہیں اور عنقریب واپس تشریف لانے والے ہیں - احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو خیریت سے واپس لائے اور سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو - آمین -

یورپ میں اسلام کے تبلیغی مراکز کا جال پھیلایا جا رہا ہے!

جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی پر ایک عیسائی اخبار کا تبصرہ!

اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو لنڈن، دی ہیگ، ہمبورگ اور فرانکفورٹ کے بعد یورپ کے عین قلب یعنی سوئٹزرلینڈ کے سب سے بڑے شہر زیورک میں ایک نئی مسجد تعمیر کرنے کی غیر معمولی توفیق عطا فرمائی ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی اس سب سے پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واجب الاحترام صاحبزادی حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۶۲ء کو اپنے دستِ مبارک سے رکھا تھا۔ اس مسجد کی تعمیر پر وہاں کے عیسائی حلقوں میں ایک زبردست ہلچل مچی ہوئی ہے۔ اور وہاں کے اخبارات بڑی کثرت کے ساتھ مضامین لکھ لکھ کر یورپ میں اسلام کی روز افزوں ترقی پر شدید خطرہ کا اظہار کر رہے ہیں۔

ذیل میں ہم سوئٹزرلینڈ کے ایک مشہور عیسائی اخبار Evangelische Schweizer [illegible] کے ایک مضمون کا اردو ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اس اخبار نے جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں یورپ میں اسلام کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرنے اور دبے الفاظ میں خطرہ کا اظہار کرنے کے بعد چابکدستی سے کام لیتے ہوئے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ یورپ میں اسلام کو غالب کر دکھانے کا کام شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔ چنانچہ آخر میں اس نے مشورہ دیا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کو چاہیئے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کو افریقہ تک ہی محدود رکھے کیونکہ وہاں اسلام کے پھیلنے اور غالب آنے کا امکان موجود ہے۔ یورپ میں اسلام کی روز افزوں ترقی کو تسلیم کرنے کے باوجود اخبار مذکور کا اس قسم کے مشورے دینا دراصل عیسائی حلقوں کے بڑھتے ہوئے اضطراب کو چھپانے کی سعیٔ لاحاصل کے مترادف ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ یورپ کے پادری اپنی کانفرنسوں میں کہا کرتے تھے کہ اب یورپ میں اسلام داخل ہونے اور یہاں کی سرزمین پر قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور اگر بفرضِ محال کوئی مسلمان مشنری یورپ آکر اسلام پھیلانے کی کوشش کرے گا، تو ہر کوچہ و بازار میں چھوٹے چھوٹے بچے اس پر کیچڑ اچھالتے پھریں گے، اور اسے یہاں سے بھاگتے ہی بن پڑے گی۔ (بحوالہ دی آفیشیل رپورٹ آف دی مشنری کانفرنس ۱۸۹۴ء صفحہ ۲۱۹) اس قسم کی تعلّیوں کے باوجود آج یورپ کے متعدد ممالک میں مساجد تعمیر ہو جانا، اور احمدی مبلغین کی مجاہدانہ کوششوں کے نتیجہ میں نومسلموں کی مخلص اور منظم جماعتوں کا معرضِ وجود میں آ جانا اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ اسلام بالآخر یورپ میں پھیل کر رہے گا۔ یورپ کے عیسائی پادری یہ کہہ کر کہ یہاں اسلام غالب نہیں آ سکتا، اپنے اضطراب کو چھپانا چاہتے ہیں۔ یہ اضطراب کبھی دور نہ ہوگا بلکہ اسلام کے آگے بڑھنے اور پھیلنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی جائے گا اور ان پر فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ کی مثال صادق آ رہی ہوگی ——

اخبار مذکور اپنی ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"ہمیں ایک اعلان کے ذریعہ پتہ چلا ہے کہ حال ہی میں مختلف یورپی ممالک میں ۲۷ مقامی باشندوں نے اسلام قبول کیا ہے ان میں سے اکثر نومسلم سکنڈے نیوین ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ہم ان تمام مساجد کو مدِّ نظر رکھ کر جو گذشتہ سالوں میں یورپ کے ان عیسائی ممالک میں تعمیر ہوئی ہیں دیکھیں تو نومسلموں کی یہ تعداد بہت تھوڑی ہے۔ جرمنی میں تعمیر شدہ اور زیرِ تعمیر مساجد کی مجموعی تعداد سات ہے۔ لنڈن، دی ہیگ، اور ہلسنکی میں بھی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک میں بھی ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا ہے"

"ان مساجد میں سے اکثر مساجد گذشتہ تین سال کے عرصہ میں ہی تعمیر ہوئی ہیں یا انہیں تعمیر کرنے کی تجویز منصۂ شہود پر آئی ہے۔ یہ مساجد اس امر کی آئینہ دار ہیں کہ یورپ میں اسلامی مشنوں (تبلیغ اسلام کے مراکز) کا ایک جال پھیلایا جا رہا ہے۔ ان مشنوں کے قائم کرنے والے مسلمانوں کے صفِ اوّل کے دو بڑے گروہوں یعنی شیعہ اور سُنّی فرقوں سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان کا تعلق مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت سے ہے جنہیں بالعموم "بدعتی" سمجھا جاتا ہے۔ اس جماعت کا نام جماعت احمدیہ ہے۔ یورپ کی اکثر مساجد اس جماعت نے ہی تعمیر کی ہیں۔ یہ جماعت ستّر سال قبل برِّصغیر پاک و ہند میں معرضِ وجود میں آئی تھی۔ اس جماعت کے افراد کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے۔ اس کا دعوےٰ یہ ہے کہ وہ حقیقی اسلام کی علمبردار ہے۔ اپنے اس دعوے کی رُو سے یہ نوعِ انسان کی فلاح اور دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔ احمدیہ تحریک اوّل و آخر ایک مشنری تحریک ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ ہر خاندان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے میں سے کم از کم ایک فرد ایسا پیش کرے جو تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف رکھے یہ عقل کو اپیل کرنے کی بنیاد پر اپنے مشن (باقی صفحہ ۷ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۶ر دسمبر ۱۹۶۲ء

امنِ عالم کیلئے

"دنیا کی فلمیں امن عالم کے لئے" یہ ہے عنوان روسی خبرنامہ دہلی کی ایک خبر کا جس کے تحت خبر کچھ اس طرح پر ہے :-

"برلن (تاس) لیپزگ میں دنیا کی فلموں کا ایک میلہ شروع ہوا جس کا نعرہ ہے "دنیا کی فلمیں امنِ عالم کے لئے"۔ یہ نمائش کئی برس سے ہو رہی ہے۔ اس سال پچاس ملکوں سے فلمیں آئی ہیں۔ مقابلے کے لئے ۴۲ ملکوں نے فلمیں بھیجی ہیں جن میں امریکہ جاپان، اٹلی، کولمبیا، آسٹریلیا، آئرلینڈ، انڈونیشیا، لنکا وغیرہ شامل ہیں ۱۵/۱۲"

یہ تسلیم کہ فلم سازی کی صنعت نے بڑی ترقی کی اور اس ایجاد سے علم کے بہت سے نئے زاویے بھی سامنے آگئے مگر کیا فلمی میلے کا یہ نعرہ کچھ بھی حقیقت اپنے اندر رکھتا ہے۔؟

ہمارے نزدیک خوش فہمی سے زیادہ اس کی چنداں حقیقت نہیں۔ عالمی امن کو اس سے کچھ فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں یہ تو بعد کی بات ہے۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ذریعہ سے بعض ملکوں کو اپنے حریفوں پر برتری ظاہر کرنے کا ایک عمدہ موقعہ ہاتھ آجاتا ہے۔

نئی تمانہ یہ بھی ایک رسم سی چل نکلی ہے۔ کہ ہر بات کے ڈانڈے "امنِ عالم" کے ساتھ ملائے جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر امنِ عالم اتنا ہی سہل الحصول اور سستا ہے تو پھر دیر کس بات کی جسم کا روشن دل ماشاد اس کے نیک نتائج سے ساری دنیا کو گہوارۂ امن بنا لیجئے۔! عجیب بات ہے کہ برسوں سے یہ فلمی میلے سال بہ سال ہو رہے ہیں مگر دنیا ہے کہ امن کے لئے ہنوز ترس رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے موجودہ حالات میں "امنِ عالم" کا مسئلہ جس قدر پیچیدہ اور مشکل ہے ہوشیار قوموں نے محض اپنے بیانات سے اسی قدر اسے مضحکہ خیز بنا کر پیش کرنا شروع کر رکھا ہے۔

بڑی قوموں کا باہمی تناؤ، تباہ کن آلاتِ حرب کی تیاری، ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی دوڑ۔ ایک قوم کی دوسری قوم پر ناواجب برتری کا خیال، یا اس کو بعض قسم کے فوائد سے محروم کر دینے کی خواہش، اس کی ترقی سے حسد و بغض، خود غرضی کا دور دورہ، اس قسم کی سب باتیں مل کر اس وقت دنیا کے امن کے لئے بہت بڑا خطرہ بن رہی ہیں ـــــ سائنس کی حیرت انگیز ترقی کے نتیجہ میں انسان کے ہاتھ ایسی طاقت آگئی ہے کہ ذرا سی بے احتیاطی سے ساری دنیا تباہی اور بربادی کے گڑھے میں دھکیلی جا سکتی ہے اور عصرِ حاضر کی تمام تر ترقیات آن واحد میں خاک میں مل سکتی ہیں ـــــ اب بتائیے کہ ایسے حالات میں یہ فلمی میلے امنِ عالم کے لئے کیا کردار ادا کریں گے۔ اور ان کے بارہ میں کہاں تک باور کیا جا سکتا ہے کہ عالمی امن کا ذریعہ بن سکیں گے۔!!

دور جانے کی ضرورت نہیں، تازہ چینی جارحیت ہی کو لے لو۔ ایک وقت وہ بھی تھا کہ جب چینی ہندی بھائی بھائی کے نعرے بلند کئے جا رہے تھے۔ ایک دوسرے پر جارحانہ حملوں کی مذمت کی جاتی رہی۔ باہمی متنازعہ امور کو گفت و شنید کے ساتھ طے کرنے پر بڑا زور دیا جاتا تھا ـــــ لیکن چونکہ دل صاف نہ تھے دلوں میں آتشِ حسد تھی یا توسیع پسندی کی حرص تھی۔ بس پھر کیا تھا نہ عہد و پیمان کا کچھ لحاظ کیا اور نہ قول و اقرار کی پاسداری!

ساری دنیا میں سکھ اور چین تو اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے جب ہر ملک کا باشندہ سمجھے کہ جس طرح اپنے ملک میں امن و چین سے رہنے کا مجھے حق حاصل ہے اسی طرح دوسرے ملکوں کے باشندے بھی یہ حق رکھتے ہیں اور انہیں بھی میری طرح خوش حال زندگی گذارنے اور اچھے مواقع سے فائدہ اٹھانے کا برابر کا حق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایسا احساس صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب مادہ پرستی کو چھوڑ کر دنیا روحانیت کی طرف متوجہ ہو۔ جس کا سرچشمہ خدائے واحد کی ذات پر ایمان لانا ہے اور تمام بنی نوعِ انسان کو اسی واحد یگانہ کی مخلوق سمجھ کر سب کے ساتھ ہمدردی کا سلوک روا رکھنا۔ دنیا میں حقیقی اور پائیدار امن لانے کے لئے اس سے بڑھ کر شاندار اور مفید ذریعہ اور کوئی نہیں کہ اسلامی نظریہ کے مطابق روئے زمین کے تمام انسانوں کو خدائے واحد کا ایک کنبہ سمجھا جائے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک اس کی خوشنودی اور رضا کا ذریعہ یقین کئے جائیں۔ تب حسد و بغض اور خود غرضی کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔ اپنے لئے جلبِ منفعت سے قبل دوسروں کو ایصالِ خیر کا جذبہ ابھرتا ہے۔ تب وہی ہاتھ جو کمزور کو دبا لینے اور اس کے حقوق کو غصب کرنے کے لئے اٹھتے ہیں، اسے سہارا دینے کے لئے بلند ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ ملانے کے لئے حرکت میں آتے ہیں

دیکھئے! کس قدر امن بخش ہے وہ تعلیم جسے حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا، جب کہ ایک موقعہ پر حضور نے اپنے صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا :-

واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن۔ بخدا وہ شخص داعیٔ امن ہرگز نہیں۔ بخدا وہ شخص داعیٔ امن ہرگز نہیں۔ بخدا وہ شخص داعیٔ امن ہرگز نہیں!!

عرض کیا گیا کون؟

فرمایا من لا یامن جارہ بوائقہ کہ جو اپنے پڑوسی کو اپنے شرارت امن نہیں دیتا۔

ہمسائیگی کے باعث ایک ہمسایہ کے دوسرے پر بڑے حق ہیں خواہ یہ ہمسائیگی گھر گھر یا ملک ملک کی ہو۔ چیز ایک ہی ہے۔ ہاں دائرہ کے محدود یا وسیع ہونے میں فرق ہے۔ پس دنیا میں امن لانے کیلئے ضروری ہے کہ ہر شخص بہتر ہمسایہ بننے کی کوشش کرے۔ اگر اپنے ہمسایہ کو کچھ دے نہیں سکتا تو پھر جب

"مرا از تو امید خیر نیست بد مرسا"

کم سے کم اس کو اپنے شر سے تو بچائے رکھے لیکن بدقسمتی سے اس زمانہ میں ادنیٰ قسم کی خوبی کا مظاہرہ بھی مفقود ہو رہا ہے، حالانکہ بات بالکل سیدھی سی ہے ہر شخص ذاتی طور پر اس بات کا خواہشمند ہے کہ میں سکھ اور چین سے رہوں کوئی دوسرا میری خوشی اور مسرت کو خراب نہ کرے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ اس بات کا حق اپنے سے غیر کو دینے کے لئے تیار نہیں بس اسی جگہ سے عالمی امن کو خطرہ پیدا ہو جاتا ہے ـــــ اور عجیب بات ہے اس زمانہ میں اس سادہ سی بات کے لئے کوئی بھی تیار نہیں ہوتا مگر زبانی جمع خرچ کے لئے بڑے لمبے چوڑے بلکہ جہاز بے جاتے ہیں فارمولے پیش کئے جاتے ہیں۔ تجاویز بیان کی جاتی ہیں ـــــ:

کیسی پیاری ہے یہ بات جسے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا کہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اس کے فقدان کے باعث ایک دنیا امن کو ترس رہی ہے۔ باوجود زبانوں پر امن امن کے الفاظ ہونے کے عمل اس کے خلاف ہے۔ اندر ہی اندر تباہ کن اسلحہ کے انبار لگائے جا رہے ہیں۔ بڑے بڑے ملک ہتھیاروں کے جمع کر لینے کے باوجود پھر بھی مطمئن نہیں اطمینان بھی آئے تو کس طرح جب ہر شخص کے دل میں کھوٹ ہے۔ نہ دوسروں کو کچھ دینا نہیں چاہتا جس کا وہ خود مستحق ہے ـــــ لیکن اگر انسان اپنے نظریات و خیالات کا رُخ بدل لے اور یہ سمجھے کہ جس طرح میں خود امن کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اسی طرح دوسرے کا بھی حق ہے کہ وہ بھی امن سے رہے اس لئے میرا فرض ہے کہ سب سے پہلے میں ان ذرائع کو تلف کروں جن کے نتیجہ میں میرا ہمسایہ مجھ سے خائف ہے تو ایک ہی دن میں دنیا میں امن قائم ہو جائے۔

پس فلمی میلے وغیرہ امن کیلئے کچھ بھی مفید نہیں ہو سکتے جب تک ان میلوں کو ترتیب دینے والوں کے دل صاف نہ ہوں بلکہ وہ خود دوسروں کو امن دینے کیلئے تیار ہوں۔ اپنے حق کی فکر سے زیادہ دوسرے کے حقوق کا خیال ہو۔ ورنہ یہ سب باتیں محض پروپیگنڈا ہیں اور امن کے نام پر دنیا کو بدامنی کی طرف لے جانے کا باعث ہیں ⁂ (م-ح-ب)

ہوم منسٹر پنجاب کی قادیان میں تشریف آوری

اور نیشنل ڈیفنس فنڈ میں جماعت احمدیہ کا مزید حصہ

قادیان - یکم دسمبر - جناب پنڈت موہن لعل صاحب ہوم منسٹر پنجاب آج قادیان میں تشریف لائے اور آپ نے مقامی C. C. N.C.C. کی پریڈ کا معائنہ کالج کی گراؤنڈ میں فرمایا۔ اور اس کے بعد پرنسپل صاحب کالج سردار پریتم سنگھ صاحب ایم اے کے ایڈریس کے جواب میں تقریر فرمائی جس میں چینی جارحیت کے سلسلہ میں قومی ذمہ داریوں پر مفصل روشنی ڈالی۔

اس موقعہ پر اہالیانِ شہر نے نیشنل ڈیفنس فنڈ میں امدادی رقوم اور زیورات کے عطیہ جات کی پیشکش کی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ نے مزید مبلغ پانچ سو روپیہ کی جماعت کی طرف سے اور مبلغ یکصد روپیہ ذاتی طور پر اپنی طرف سے اور مبلغ یکصد روپیہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی طرف سے دینے کا وعدہ کیا۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی اے ناظر امور عامہ نے بھی اپنی طرف سے مبلغ پچاس روپیہ قومی فنڈ میں دینے کا وعدہ کیا

اس موقعہ پر علاوہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور مسٹر آر پی کھوسلہ اور سردار گوربچن سنگھ صاحب ایس پی گورداسپور کے دیگر ضلع اور تحصیل کے افسران بھی موجود تھے۔ قادیان اور گردونواح کے علاقہ کے بہت سے لوگ بھی موجود تھے۔ تقریباً ایک بجے یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ (نامہ نگار)

قادیان میں جلسہ سالانہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ بہشتی مقبرہ اور دوسرے مقامات پر وقار عمل کا سلسلہ جاری ہے۔ اور قادیان کے تمام درویش جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے اپنے معزز مہمانوں کی خدمت کا شرف حاصل کرنے کے منتظر ہیں۔ خدا ہم اس سفر میں تمام مہمانوں کا حافظ و ناصر ہو

جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل اُن کے خوف سے پگھل جاتے ہیں اُنہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے

اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہو گا!

(کلمات طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف مواقع پر جماعت کو جو بیش بہا نصائح فرمائیں اور جو حضورؑ کے خوش بخت و خوش نصیب اصحاب کی زندگیوں میں ایک انقلابِ عظیم پیدا کرنے کا موجب بنیں۔ آج ہم ان میں سے وہ بیش قیمت نصائح ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جو حضورؑ نے حضرت صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعۂ شہادت کے بعد جماعت کو فرمائیں۔ اثر و جذب میں یہ ڈوبی ہوئی نصائح آبِ زر سے لکھے جانے اور حرزِ جاں بنانے کے قابل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح کی قدر و قیمت کو پہچاننے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین　　　　(ادارہ)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ قادر و کریم آپ لوگوں کو سفرِ آخرۃ کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے۔ اور بد قسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔ اے سعادت مند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جاؤ جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد و لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر صرف اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ۔ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفسِ امّارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو، سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو تا تمہیں خدا اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔ کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے۔ اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پائے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں۔ اور خدا اور اس کے احکام ہر پہلو کے رُو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔

اے میری عزیز جماعت! یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے۔ سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں۔ اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے۔ لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔ اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے .... اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی۔ اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے۔ اور خدا ہر ایک قدم پر تمہارے ساتھ ہو گا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو۔ اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جائے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل ان کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ اور وہ ان کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے، وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے پس اپنے ہاتھ سے اس کو بچاتا ہے۔ کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی تیار ہوتا ہے اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کو چھوڑتا ہے کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے اور کیا تم اس کو سب سے عزیز نہیں سمجھتے؟ پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہیں کرے گا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے، اور کون غدّار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے۔ سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیر میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھلائے گا"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵)

علاقہ پونچھ میں ایک اور تبلیغی و تربیتی دورہ

ملکی خدمت کیلئے اہل وطن کو حکومت وقت کے ساتھ تعاون کی تلقین

اخبار بدر میں شائع شدہ پروگرام کے مطابق مکرم مولینا شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس بتاریخ ۱۷ نومبر ۱۹۶۲ء جموں سے شام کی بس پر تشریف لائے۔ بس سٹینڈ پر پہلے سے ہی جماعت احمدیہ سلواہ، اپھاڑہ، تیری، سٹینہ، پونچھ، سنجوٹ وغیرہ مقامات سے آئے ہوئے کثیر تعداد میں احباب اپنے معزز مہمان کا انتظار کر رہے تھے چنانچہ ۵½ بجے شام جونہی مکرم امینی صاحب و مکرم بابو محمد یوسف صاحب بس سے اترے احباب نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور مولینا صاحب کو ہار پہنائے اور ایک جلوس کی شکل میں احمدیہ بلڈنگ میں آ گئے۔ جہاں آپ نے مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ اور دوستوں کو نظام کی پابندی اور چینی جارحیت کے مقابل پر چوکنے رہنے کی تلقین کی۔ مکرم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر نے بھی احباب سے مختلف تنظیمی و تربیتی امور پر گفتگو کی۔ دوسرے روز مکرم مولینا صاحب کی معیت میں مکرم بابو محمد یوسف صاحب، مولوی احمد الدین صاحب صدر جماعت سلواہ، مکرم خواجہ محمد ابراہیم صاحب پٹھانہ تیر نے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب پونچھ۔ جناب ایس پی صاحب پونچھ، جناب تحصیلدار صاحب پونچھ سے انفرادی طور پر ملاقاتیں کیں۔ اور انہیں سلسلہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ موسم کی خرابی اور مسلسل بارش کی وجہ سے اور سخت سردی کے باعث اگرچہ مقامی جماعت کوئی پبلک جلسہ نہ کرا سکی۔ تاہم مولانا موصوف کی طرف سے انفرادی ملاقاتوں اور تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔ مکرم ماسٹر غلام احمد صاحب ایم ایل اے پونچھ اور مکرم خواجہ غلام احمد صاحب قریشی پرنسپل ٹیچر ٹریننگ سکول اور مکرم ڈاکٹر عبد الصمد صاحب وغیرہم کو دعوت پر مدعو کر کے احمدیت کی خصوصیات سے انہیں آگاہ کیا گیا۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی معززین شہر مولینا کی ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے۔ حتیٰ کہ مکرم محمد الدین صاحب باغاڑے وکیل پونچھ اور مکرم محمد شریف صاحب وکیل پونچھ وغیرہما نے بھی مولینا موصوف کے پاس آ کر علمی استفادہ کیا۔

ڈیفنس کمیٹی کے عام اجلاس میں مولینا کی مؤثر تقریر

مورخہ ۱۸ نومبر بروز اتوار مقامی ڈیفنس کمیٹی کی طرف سے ایک پبلک جلسہ کا انتظام تھا چنانچہ چار بجے شام پونچھ کے منڈی ہال میں پاس زیر صدارت جناب آنند سروپ صاحب کھنہ ڈپٹی کمشنر پونچھ ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مقامی گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ آفیسرز اور سرکاری ملازمین کے علاوہ کثیر تعداد میں شہریوں نے بھی شرکت کی۔ اس موقعہ پر مقامی ڈیفنس کمیٹی کے سیکرٹری صاحب کی طرف سے مکرم امینی صاحب کو بھی تقریر کی دعوت دی گئی۔ جلسہ کا افتتاح مکرم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر جماعتہائے احمدیہ جموں کی ایک نظم سے ہوا۔ بعدہٗ خاکسار نے ایک نظم سنائی۔ لوگ چونکہ مولینا کی تقریر سننے کا شوق رکھتے تھے اس لئے جلد ہی مولینا امینی صاحب نے "چینی جارحیت اور وقت کی آواز" کے عنوان سے عالمانہ انداز میں پر مغز تقریر کی اور عوام کو چینی جارحیت کے مقابل پر ملکی خدمت کے لئے ہر قسم کی قربانی کی تلقین کی۔ حاضرین مولینا کی اس تقریر سے بہت متاثر ہوئے اور ہر مذہب اور ہر فرقہ کے لوگوں نے مولانا کی علمی فضیلت کا اعتراف کیا۔ موسم کی خرابی اگر مانع نہ ہوتی تو باشندگان پونچھ کی خواہش کے پیش نظر مولینا کی ایک اور پبلک تقریر کرائی جاتی۔ بایں ہمہ مولینا صاحب کا یہ پروگرام ہر طرح سے کامیاب رہا۔ باوجود بارش کے آپ پروگرام کے مطابق ۱۹ نومبر کو صبح کی بس سے سرنکوٹ روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپکا حافظ و ناصر ہو

خاکسار خواجہ محمد صادق خانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ

یورپ میں اسلام کے تبلیغی مراکز ...... بقیہ صفحہ اول

بقیہ صفحہ اول

بالعموم اسلامی ممالک میں نہیں بلکہ افریقی ممالک میں اور ان میں سے بھی زیادہ تر مغربی افریقہ میں اور پھر یورپ اور امریکہ میں قائم کر رہے ہیں۔ ان کے یورپی مراکز زیورک، لنڈن اور کوپن ہیگن میں قائم ہیں ان میں سے زیورک کا مرکز وسطی یورپ اور اٹلی کے علاقہ کو کنٹرول کرتا ہے۔ لنڈن کے مرکز کا رابطہ سارے مغربی یورپ سے ہے اور کوپن ہیگن کے مرکز کے دائرہ عمل میں شمالی یورپ کا تمام علاقہ شامل ہے

ان اسلامی مشنوں کو اب تک جو کامیابی ہوئی ہے اسے کوئی عظیم یا نمایاں کامیابی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ڈنمارک کا نو مسلم گروپ ۲۴ ڈینش مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ کوپن ہیگن میں جو دوسرے مسلمان رہتے ہیں وہ زیادہ تر عرب باشندے ہیں۔ ۱۹۶۰ء کے دوران زیورک میں عیسائیوں کے علاوہ دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے صرف ۱۵۰ باشندے شمار کئے گئے تھے۔ انکا ایک قلیل حصہ اسلام سے تعلق رکھتا ہے۔ یورپ کی مساجد صرف اس غرض کے لئے ہی قائم نہیں کی گئی ہیں کہ مسلمان ان میں عبادت کریں بلکہ تبلیغ اسلام کی ساری مہم ان مساجد کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ مساجد سے ملحق کلب کے کمرے اور لائبریریاں وغیرہ بھی ہوتی ہیں تاکہ ان میں جماعت کے افراد باہم مل کر اپنی مساعی اور سرگرمیاں جاری رکھ سکیں۔

"یورپ کے عیسائی ممالک میں اسلام کے یہ نمایندے بدعوت والوں کے برخلاف عیسائیت کا مقابلہ کرنے میں بہت پیش پیش ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ مسیح کی اصل تعلیم عہد نامہ جدید کے واسطہ سے تحریف کا شکار ہونے کے بعد بدلی ہوئی شکل میں آگے پھیلی ہے۔ یہ مسیح کی صلیبی موت کے نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس طرح سے یہ لوگ بائبل کے مندرجات اور عیسائی معتقدات کے بارہ میں نئی توجیہات پیش کر کے ناقص علم رکھنے والے سامعین اور قارئین کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جرمن زبان میں ان کی جو مطبوعات شائع ہوئی ہیں ان میں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام میں زمانۂ حال کے جدید مسائل کا پورا حل موجود ہے اور اسلام ہی انسانی ضرورتوں کے مناسب حال وہ اکیلا مذہب ہے جو وسعت فکر، تعمیر و ترقی اور آزاد خیالی کا علمبردار ہے۔ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں انہیں اسلامی روایات کی نئی تشریح کرنی پڑتی ہے۔ جرمنی میں مسلم طلباء کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ کسی کا مسلمان ہونا ہر لحاظ سے بہتر و اعلیٰ و افضل ہے۔ اسی طرح ان پر واضح کیا جاتا ہے کہ تقدیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مستقبل میں جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ پہلے سے طے شدہ ہے اور یہ کہ مستقبل کے بارہ میں ہمیں چنداں فکر یا تدبیر کی ضرورت نہیں۔ تقدیر کا یہ مفہوم ہرگز درست نہیں ہے تقدیر کا عقیدہ نہ صرف یہ کہ سرگرمی اور جد و جہد سے منع نہیں کرتا بلکہ یہ بذات خود نسبتاً زیادہ سرگرمی اور جد و جہد کا متحمل ہے۔

"جماعت احمدیہ نے قرآن مجید کا جو جرمن ترجمہ شائع کیا ہے، اس کے شروع میں ایک دیباچہ بھی درج کیا گیا ہے یہ دیباچہ اپنے مندرجات کی رو سے بائبل اور عیسائیت کے خلاف ایک بھرپور حملہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن مجید کے ترجمہ میں الفاظ کے انتخاب کا خاص خیال رکھ کر یورپین باشندوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی لئے اس میں لفظی ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ اس کے باوجود اس میں اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے کہ عربی زبان ہی ایک ایسی زبان ہے جو گونا گوں اور باریک در باریک معانی و مطالب کے اظہار پر پوری قدرت رکھتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ہم اسلام قبول کریں تو ساتھ ہی ہمیں عرب ثقافت کو بھی قبول کرنا ہوگا۔ اس لحاظ سے ایک ایسا مسلمان جو عربی نہ جانتا ہو صحیح معنوں میں پورا مسلمان نہیں بن سکتا۔ ان حالات میں یورپ میں ان اسلامی مشنوں کا مقصد مشتبہ اور ناقابل یقین نظر آنے لگتا ہے۔ تاہم اگر یہ لوگ افریقہ میں ہی اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کریں تو یہ بات قرین قیاس ہوتے ہوئے سمجھ میں آ سکتی ہے"

(Schweizer Evangelist Zurich Dated 7-10-1962)

جماعت احمدیہ بمبئی کے تعلیمی و تربیتی مساعی

مرسلہ مکرم محمد سلیمان صاحب صدر جماعت احمدیہ بمبئی

الحمد للہ کہ جماعت بمبئی نے مرکزی ہدایات کے مطابق تعلیمی و تربیتی پروگرام بنایا ہوا ہے جس پر کہ مطابق عمل ہو رہا ہے۔ چنانچہ ۲۰ ستمبر کو الحق بلڈنگ میں ایک جلسہ قائد خدام الاحمدیہ کے انتخاب کے لئے منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد عزیز داؤد احمد اور پرویز خان نے "کشتی نوح" سے اقتباسات سنائے۔ ان کے بعد پی عبد الحمید صاحب نے تقریر کی۔ بعد ازاں بشیر محمد خان صاحب نے خدام الاحمدیہ کو ان کے فرائض تبلیغی و تربیتی کی طرف توجہ دلائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے حالات بیان کئے اور بعض بزرگان دین کے حالات سنائے۔ اس کے بعد منشی ظفر الاسلام صاحب نے مرکز کی مجالس شاورت و جماعتی تقاریب کے پرانے حالات بیان کئے۔ اور آخر میں قائد کا انتخاب عمل میں آیا۔ اختتامی تقریر میں خاکسار نے احباب کو جماعتی چندہ جات کی اہمیت بتائی۔ اور ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

۳۰ ستمبر کو الحق بلڈنگ میں بعد نماز عصر ایک تربیتی جلسہ خاکسار کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے افتتاحی تقریر کی جس میں احباب کو اخلاق فاضلہ کی طرف توجہ دلائی۔ منشی ظفر الاسلام صاحب نے "اسلام کا اقتصادی نظام" سے اقتباسات سنائے۔ پی عبد المجید صاحب نے اپنی تقریر میں آداب مجلس پر روشنی ڈالی۔ بشیر محمد خان صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر صدی کے سر پر مجددین کا جو سلسلہ تھا اس کی آخری کڑی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے جو کہ آنحضرت صلعم کا متبع کامل اور بروز ہونے کی وجہ سے نبی کا لقب عطا ہوا۔ جلسہ کے بعد ہمارے نو احمدی بھائی محمد اسماعیل صاحب نے چائے سے احباب کی تواضع کی۔

۷ اکتوبر کو الحق بلڈنگ میں ہی بعد نماز مغرب ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد عزیز داؤد احمد و پرویز خان نے "تبلیغ اسلام" سے اقتباسات سنائے۔ بشیر محمد خان صاحب نے احباب کو اعلیٰ کردار اپنانے کی تلقین کی۔ مکرم یوسف علی عرفانی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ جہاں تک اسلامی تعلیم کی روشنی میں کردار کا تعلق ہے خدا کے فضل سے ہماری جماعت اعلیٰ کردار کی حامل ہے اور جہاد بالقلم کا اعلیٰ نمونہ ہماری جماعت نے پیش کر کے اغیار کو بھی قائل کرا لیا ہے۔ اس کے بعد مرکز سے آمدہ احکام کی تعمیل میں یوم التبلیغ منانے کی تجاویز پر غور کرنے کے بعد دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

(باقی صفحہ پر)

گلدستہ — جس کے چند پھول مرجھا گئے!

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

— ۲۱ —

ایک اور دیوانہ دیکھئے جس نے براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دیوانگی کا درس لیا تھا۔ وہ دیوانگی جس پر لاکھوں فرزانگیاں قربان ہوں۔ یہ حضرت بابا سلطان احمد صاحبؓ ہیں جنہیں حضورؑ کا صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ کیسے گراں قدر لوگ تھے یہ جو اپنوں اور بیگانوں کی بھڑکائی ہوئی مخالفت کی آگ میں آ کُودے رشتہ دار چھوڑے۔ گھربار چھوڑے۔ جائدادیں تج دیں اور مستانہ وار اسلام کی سربلندی کا ناقابلِ شکست عزم دلوں میں لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھ پر جمع ہو گئے۔ اور اپنے خون سے — اپنے جذبات کے خون سے — اپنی اولادوں اور رشتہ داروں کی محبت کے خون سے احمدیت کی بنیادیں استوار کیں، اور اپنے اپنے رنگ میں قربانی، ایثار، اور ثباتِ قدم کا وہ نمونہ دکھایا کہ اسی کی روشنی میں آج بھی ہم خدا کے فضل سے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ دور آگئے — بہت آگے ہیں کچھ روشنیاں نظر آ رہی ہیں — وہ ایک قافلہ جو بڑھے چلا جا رہا ہے نشانِ منزل چھوڑتا، کانٹوں کو راستے سے ہٹاتا — یہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قافلہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک نشانِ راہ ہے، ہر ایک سنگِ میل ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں ایک روشن چراغ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا ہزار رحمتیں ہوں ان لوگوں پر جنہوں نے احمدیت اور اسلام کے بقاء و احیاء کے لئے بڑے بڑے مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور نہایت تلخ جرعات حق سے آشنا کر بھی انہیں شہدِ عشقِ مصطفیٰ کے گھونٹ سمجھا۔

۱۹۵۹ء میں جب مسجد مبارک میں درویش صحابہ کرام کی مجالسِ ذکر منعقد ہونے لگیں۔ اور ذکرِ حبیب ؑ کا محبوب و منتخب موضوع ہم خاکساروں کے ایمانوں کو جِلا بخشنے لگا تو صحابہ کرام اپنے اپنے قبولِ احمدیت کے واقعات یا جَرِیُّ اللّٰهِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ کی پاک صحبتوں کے حالات سنایا کرتے تھے اور خاکسار وہ کاروائی نوٹ کیا کرتا تھا۔ آخر باری ایک سادہ لوح بزرگ کی آئی۔ یعنی حضرت بابا سلطان احمد صاحب جو ایک معمولی خواندہ تہبند پوش دیہاتی وضع کے بزرگ تھے۔ جب وہ "ذکرِ حبیب" پر بولنے کے لئے اٹھے تو میں سوچنے لگا کہ باباجی، جو کم تعلیم یافتہ بھی ہیں، اور

— قسط نمبر ۸ —

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت بھی کم عرصہ اٹھائی ہے کس قسم کے واقعات سنائیں گے۔ حضرت باباجی نے اپنے قبولِ احمدیت کا واقعہ سنایا جو اس وقت ذہن میں مستحضر نہیں۔ لیکن دوسری بات اپنے انوکھے پن کی وجہ سے یاد رہ گئی۔ یہ انوکھی بات ان کی ایک لطیف اُپج تھی اور نرالا طریقہ تبلیغ تھا۔ کسی صحابی کے متعلق ذکر آتا ہے کہ وہ بالکل اَن پڑھ تھے اور تانگہ بان تھے وہ مرکز سے اخبار باقاعدہ منگایا کرتے تھے اور ان کے تانگہ میں جو لوگ سوار ہوا کرتے تھے ان سے پڑھوا کر سنتے تھے جس سے تبلیغ کا فرض بھی ادا ہو جاتا تھا اور ان کا اپنا علم بھی بڑھتا تھا۔ بہرحال ایک جذبۂ عشق و صدق و خلوص نے ان سے یہ ایسی دکھ دائی تھی اور

ہر گُلے را رنگ و بوئے دیگر است

یہ جس پھول کا ذکر کر رہا ہوں اس نے بھی اپنی خوشبو پھیلانے کے لئے عجیب طریق اختیار کیا تھا حیرت آتی ہے کہ یہ کس قسم کے عشق و محبت کے قلزم میں ڈوبے ہوئے لوگ تھے۔ انہوں نے ایک جلوۂ طور دیکھا اور پھر لوگوں کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر انہیں سرِ طور لے گئے۔ آج تو احمدیت قبول کرنا گویا بالکل "کھیر" ہے۔ آج تو خدا کے فضل سے بڑی آسانیاں ہیں۔ لیکن اُس زمانہ میں کوہ کندن تھا۔ اور پھر احمدیت کی تبلیغ کرنا تو بڑے ہی دل گردے کا کام تھا۔ لیکن عشق تو ہر دور میں بے دھڑک آتشِ نمرود میں کود جایا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت بابا سلطان احمد صاحب نے سنایا کہ میں جن ایام میں احمدیت میں داخل ہوا تھا مخالفتوں کے طوفان شباب پر تھے۔ میں بہت معمولی پڑھا لکھا تھا اور ایسی شخصیت اور حیثیت بھی نہ رکھتا تھا کہ کوئی مجلس منعقد کر کے تقریر کر سکتا۔ لیکن میرے دل میں ایک تڑپ تھی کہ وہ شعلۂ طور جو میں نے قادیان کے فراز پر دیکھا ہے وہ دوسروں کو بھی دکھاؤں۔ لیکن یہ سمجھ نہ آتی تھی کہ کیسے؟ اور کس طرح اپنی نگاہوں میں بسے ہوئے ان لمعاتِ نور کو دوسروں کی نگاہوں میں منتقل کروں۔ میں سوچتا رہتا اور سوچتا رہتا۔

آخر ایک ترکیب میرے ذہن میں آ ہی گئی میں نے آواز اچھی پائی تھی اور "ہیر وارث شاہ"[1] بڑی خوش الحانی سے پڑھ سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ مختلف دیہات میں چلا جاتا اور کسی بارونق مقام پر کھڑے ہو کر اکیلے ہی ہیر پڑھنا شروع کر دیتا۔ میری آواز سن کر لوگ جمع ہونے لگتے۔ اور جب کافی مجمع ہو جاتا تو میں ہیر پڑھنا بند کر دیتا اور لوگوں سے کہتا "دیکھو بھائیو! وہ مہدی جس کا مدت سے انتظار تھا قادیان میں نازل ہو چکا ہے جاؤ اور جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو —!" چنانچہ یہ طریق بڑا کامیاب رہا اور خدا کے فضل سے میں نے بہت لوگوں تک پیغامِ حق پہنچایا۔

آپؓ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور بات کرنے کا ڈھنگ بھی آتا تھا۔ اس بڑھاپے میں بھی جب کہ آپؓ کی عمر ۸۰ سال کی ہو چکی تھی اور آپ اکثر بیمار بھی رہتے تھے۔ اپنی خدمات آنریری طور پر نظارت دعوۃ و تبلیغ کے سپرد کیں اور کچھ عرصہ تک گورداسپور اور جالندھر وغیرہ اضلاع میں جا کر تبلیغ کرتے رہے۔ آپ نواں پنڈ سادر ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ تقسیمِ ملک کے بعد درویشی کی سعادت پائی صحابی تو پہلے ہی تھے نُورٌ علیٰ نور ہو گئے۔ میانہ قد تھا۔ باریک نقوش تھے۔ بات چیت کا اسلوب زوردار اور دلپذیر ہوتا تھا۔ ۸۴ سال کی عمر میں ۱۲ مارچ ۱۹۶۰ء کو وفات پا کر بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ نمبر ۸ میں دفن ہوئے۔ مرحوم کے ایک فرزند چوہدری عزیز احمد صاحب ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ کے کارکن ہیں۔

[1] "ہیر وارث شاہ" پنجاب کی ایک نہایت مقبول منظوم عشقیہ کہانی ہے جو آج بھی ہر جگہ پڑھی جاتی اور مقبولِ عوام ہے اور اس کی آواز سنتے ہی دیہاتی مست ہو جاتے ہیں۔

— ۲۲ —

چمنستانِ عالم کی زمین بھی کیسے کیسے عمدہ اور خوشرنگ پھول کھلاتی ہے۔ جن کی خوش رنگی اور خوشبو عرصہ دراز تک دماغ میں بسی رہتی ہے۔ اور جن پر خود بہار بھی فخر کرتی ہے۔ اگر ہم کسی موقعہ پر کوئی خاص قسم کی خوشبو سونگھ لیں جس سے ہمارے دل کو فرحت اور دماغ کو تازگی پہنچے تو ایک عرصہ بعد تک جب کبھی کہیں خوشبویات کا ذکر چھڑ جائے تو وہ فرحت و تازگی بخشنے والی خوشبو بھی ضرور یاد آ جاتی ہے۔

حضرت بابا صدر الدین صاحبؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں سے تھے۔ نہایت مخلص سادہ طبع اور نیک سیرت بزرگ تھے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ حضرت میاں صدر الدین صاحب کا ذکر آئے تو ساتھ ہی ہمیں ان کی دیانت و امانت کا خیال نہ آ جائے جو ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے ہر ایک ہی ایمان و اخلاص کے اعلیٰ مقام پر ہے۔ لیکن بابا صدر الدین صاحب اور امانت "یافت لوگوں" ہم معنی الفاظ ہو گئے تھے۔ یہ ان صحابہ احمدیت میں سے تھے جنہوں نے احمدیت کی بنیادوں میں اپنا خون پسینہ لگایا۔ اور اس زمانہ میں ایمان لائے تھے جب ایمان لانے اور مصلوب ہونے کا ایک سا مفہوم ہوتا تھا اور پھر ایمان لانے کے بعد اپنے اندر ایسا تغیر پیدا کیا جیسے کہ آسمان چاہتا تھا۔

حضرت بابا صاحبؓ قادیان کے قدیمی باشندہ تھے اور قوم کے کمہار تھے۔ لیکن کمہار تو ایک پیشہ ہے خدا جانے اسے قوم یا ذات کیوں کہا جانے لگا تھا اور پھر خدا کے حضور تو امتیازی شرف کا معیار ہی دوسرا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ۔ وہاں تو باریابی صرف اور صرف تقویٰ کو حاصل ہے، ورنہ قومیں تو میزان کے پلڑے پر مکھی کا سا وزن بھی نہ رکھیں گی۔

حضرت بابا صاحب شروع ایام میں تو پیشہ کا کام ہی کرتے تھے لیکن بعد میں انہوں نے ریتی چھلہ میں ایک دوکان کرائے پر لی جس پر دالوں کی کھلی تھی۔ یہ ان کی امانت و دیانت کی وجہ سے یہ کاروبار خوب چلا چنانچہ تقسیمِ ملک سے قبل اگر عمدہ آٹے اور دالوں کا کوئی نشان تھا تو وہ باباجیؓ کی دوکان ہوتی تھی۔ تقسیم ملک سے کچھ قبل کاروبار میں نقصان ہو گیا تھا باباجی نے کوئی جنس خرید کی بھاؤ یکایک گر گئے۔ ابھی اس جنس کی قیمت ادا کرنی تھی۔ چنانچہ مقروض ہو گئے اسی اثنا میں ملک تقسیم ہو گیا اور کاروبار جاتا رہا۔ اور باباجی محض درویشی وظیفہ پر گزارہ کرنے لگے لیکن آفرین ہے اس اسی سالہ بوڑھے کی جوانمردی پر کہ اس نے زمانۂ درویشی میں وہ قرض بیباق کیا۔ اس طرح کہ انہوں نے لنگرخانہ کو آٹے اور دالوں کی سپلائی شروع کر دی ساری اجناس وہ اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے اور خود ہی چکی چلا کر دالیں بناتے اور یوں اس اسی سالہ پیرِ فرتوت نے اپنی جھریوں والی کمزور باہوں کے بل پر سارا قرض اتار دیا۔ بعض قرضخواہ کہتے تھے کہ آپ کے حالات تبدیل ہو گئے ہیں اس لئے قرض معاف کیا جا سکتا ہے لیکن مرحوم کی غیرت نے اسے گوارا نہ کیا اور سب کو یہی جواب دیا کہ میں قرض کا بوجھ سر پر لئے قبر میں نہیں جانا چاہتا۔ چنانچہ یہی عزم تھا جو قرض سے سبکدوشی کا باعث ہوا۔

ایک صحابی کا ذکر ہو رہا ہو تو یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ وہ نماز روزے کا پابند تھا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک عام احمدی کے ذکر میں بھی ایسا کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن چونکہ ایک خاص بات درمیان میں آ گئی ہے اس لئے ذکر کر دیتا ہوں کہ وفات سے چار پانچ سال قبل مرحوم باباجیؓ کی بینائی جاتی رہی تھی لیکن نورِ ایمان کا ہاتھ تھامے مسجد میں برابر پہنچتے تھے تاآنکہ ضعفِ پیری نے منزل کے قریب پہنچ جانے کے باعث قدم بالکل شکستہ اور ناکارہ کر دیئے۔ مرض الموت کوئی خاص تو لاحق نہیں ہوا۔ بس موت خود ہی مرض بن گئی تھی۔ معمولی سا ضعف ہوا حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر مقامی کو بلوایا۔ وہ تشریف لائے تو فرمایا کہ اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ حضرت امیر صاحب

کی خوب سمجھتے تھے کہ اب سانس آمد و خدمت کے مرحلہ بیماری ہے۔ تاہم تسلی دیتے رہے۔ اس کے چند گھنٹوں بعد صبح سویرے موت کی ایک ہی ہچکی نے جسم و جاں کا ناطہ توڑ دیا۔ اور ایک بحرِ احمدیت ہم میں سے اُٹھ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم بابا صاحب کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ ان کے ایک بیٹے میاں محمد عبد اللہ صاحب نے بھی درویشی کی سعادت پائی جو آجکل لنگرخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں نان پز کا کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنے خوش نصیب باپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ مرحوم بابا صاحب کے دوسرے بیٹے میاں عبد الرحمٰن صاحب دار الہجرت ربوہ میں رہائش پذیر ہیں۔

بابا صاحب مرحوم دراز قد اور خوبصورت خد و خال رکھتے تھے۔ کسی مستقل بیماری کے باعث موسم گرما میں بھی روئی دار واسکٹ پہنتے اور پنڈلیوں پر گرم اونی پٹیاں باندھتے تھے۔ قریباً ۹۰ سال کی عمر میں ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو وفات پائی اور ۱۹۰۱ء سے پہلے کی بیعت کی وجہ سے صحابہ خاص کے قطعہ نمبر ۸ میں سپردِ خاک کئے گئے۔

اسے خدا بر تربت او ابرِ رحمت ببار

— ۲۳ —

روحانی جماعتوں میں جہاں ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے والے لوگ ہوتے ہیں وہاں مخلصین کا ایک طبقہ ایسا بھی ہوتا ہے جو گو صفِ اخلاص و ایثار کے اعتبار سے بہت ارفع مقام پر فائز ہوتا ہے لیکن اپنے وسائل کی کمی کی وجہ سے وہ مالی یا جانی قربانی پیش کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ تاہم اسے ایک اہمیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک ایسے طریق سے جماعت کی خدمت کرتا ہے جو بعض اوقات مالی اور جانی قربانیوں سے بھی زیادہ کارگر اور تیر بہدف ہوتا ہے اور وہ طریق ہے۔ دعا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے مطالبات میں ایک مطالبہ دعا کا بھی فرمایا ہے جو ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔

ایسے ہی دعاگو مخلصین میں ہمارے ایک بزرگ صحابی درویش حضرت بابا کریم الٰہی صاحب تھے۔ جو نہ پڑھے لکھے تھے نہ وہ معمر بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق بخشی تھی کہ وہ نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد کے بھی پابند تھے۔ ان کا یہ معمول تھا کہ سب سے پہلے مسجد میں پہنچتے اور سب سے آخر میں واپس آتے اور مسجد کی فضا کو دعاؤں سے معمور کر دیتے۔

وفات سے قریباً پانچ سال قبل آپ کو موتیا بند ہو گیا تھا جو باوجود علاج اور اپریشن کے دور نہ ہوا۔ اور آپ کی بینائی جاتی رہی تاہم وہ ایک اندازے اور دیواروں کے سہارے سے باقاعدہ مسجد میں پہنچتے رہے۔ اور کسی دوست کو ساتھ لے کر دعا کے لئے بہشتی مقبرہ بھی چلے جاتے تا آنکہ کمزوری نے معذور کر دیا۔ آخر ۹۰ سال

کی طویل طبعی عمر پا کر ۲۵ر ستمبر ۱۹۵۹ء کو وفات پا کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے آپ کو قطعہ صحابہ نمبر ۸ میں سپردِ خاک کیا گیا۔ آپ کا اصل وطن بھڈیار ضلع سیالکوٹ تھا۔ اور مئی ۱۹۲۲ء میں خدمتِ مرکز کے لئے قادیان تشریف لائے تھے۔ نہایت حلیم اور ملنسار الطبع اور سادہ و دیہاتی وضع قطع کے بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا قرب بخشے آمین۔

— ۲۴ —

ہمارے درویش بھائی میاں فضل دین صاحب ماشکی ولد میاں نور محمد صاحب قادیان کے قدیمی باشندہ تھے۔ اور تقسیم ملک کے بعد اپنے بھائی میاں محمد عبد اللہ صاحب سمیت یہیں ٹھہر گئے تھے۔ اور اس طرح پاکستان چلے جانے پر درویشی کو ترجیح دی۔ خاموش طبع اور غریب مزاج انسان تھے۔ کچھ عرصہ میونسپل کمیٹی قادیان میں اور کچھ عرصہ لنگرخانہ حضرت مسیح موعود میں سقہ کا کام کرتے رہے صحت اچھی تھی۔ لیکن ایک شام جب کہ وہ مہمانخانہ کے سامنے سے لنگرخانہ کی طرف جا رہے تھے۔ مہمانخانہ کے سامنے اچانک چکرا کر گر گئے اور حرکتِ قلب بند ہو جانے سے وہیں جسم و جان کا رشتہ منقطع ہو گیا۔ اور موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۸ میں دفن کئے گئے۔ وفات مورخہ ۱۸ر جنوری ۱۹۵۳ء کو ہوئی۔

مرحوم کے چھوٹے بھائی میاں محمد عبد اللہ صاحب اپنے بیوی بچوں سمیت اب بھی قادیان میں مقیم ہیں۔ مرحوم کی بیوہ اور چار بچے ربوہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی رحمت کے جوار میں جگہ دے۔ آمین۔

— ۲۵ —

حضرت حاجی ممتاز علی صاحب درویش صحابی ابن صحابی تھے۔ ریاست رامپور (یوپی) کا مشہور خاندان جو "علی برادران" کے نام سے معروف ہے آپ انہی میں سے ایک کے فرزند اکبر تھے۔ مولانا محمد علی شوکت علی جنہیں بھارت کی سیاست اور جنگ آزادی میں ایک امتیازی مقام حاصل ہوا۔ ان کے بڑے بھائی مولانا ذو الفقار علی خاں صاحب گوہر سیاسی لائن پر پڑنے کی بجائے علم و دین کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ماموریِ زمانہ کی شناخت کی توفیق بخشی اور آپ نے دینی اور دنیوی نعمتوں سے وافر حصہ پایا۔ حاجی ممتاز علی صاحب انہی کے فرزند تھے مدرسہ احمدیہ کے تعلیم یافتہ تھے اور بیرونی ممالک میں کچھ عرصہ بطور مبلغ بھی کام کرتے رہے۔ لیکن چونکہ دمہ کا مستقل عارضہ لاحق تھا اور صحت کمزور تھی اس لئے تبلیغی خدمات جاری نہ رکھ سکے۔

تقسیم ملک کے بعد خدمتِ مرکز کے جذبہ سے یہیں ٹھہر گئے تھے۔ اور اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق خدمات بجا لاتے رہے۔ بڑے سنجیدہ، خاموش طبع۔ اور تعاون کرنے والے آدمی تھے۔ کوئی کام ان کے سپرد کیا جاتا وہ اسے خوشی اور خلوص سے سرانجام دیتے تھے۔

آخری ایام میں دمہ کے علاوہ انہیں دق کا مہلک عارضہ بھی لاحق ہو گیا تھا۔ صحت پہلے ہی کمزور تھی اس لئے جسم میں قوتِ مدافعت نہ رہی۔ اور ۱۹ر جولائی ۱۹۵۴ء کو قریباً ساٹھ سال کی عمر میں وفات پا کر بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ نمبر ۸ میں دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کے چھوٹے بھائی میاں محمد عبد اللہ صاحب بھی قادیان میں مقیم ہیں جو تقسیم ملک سے بہت عرصہ قبل سے دماغی عارضہ میں مبتلا ہیں۔ ویسے تعلیم یافتہ ہیں اور اگر دماغی عارضہ لاحق نہ ہو جاتا تو کام کے آدمی تھے۔

— ۲۶ —

افغانستان کی سنگلاخ سرزمین نے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ میں بہت تھوڑا حصہ ڈالا۔ لیکن حق یہ ہے کہ وہ تھوڑا ہو کر بھی بڑا عظیم الشان تھا۔ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی ہی اتنی بڑی قربانی تھی۔ کہ اپنے خون سے تاریخ احمدیت کو سرخرو اور مزین کر گئی۔

اسی زمانے میں جو پروانے شمعِ احمدیت پر نثار ہو کر یہاں پہنچے انہی میں حضرت میاں محمد عبد اللہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ بھی تھے۔ آپؓ کا علم تو کم تھا لیکن نورِ ایمان سے وافر حصہ پایا تھا۔ اور نورِ نبوت سے براہِ راست اکتساب نے اس نورِ ایمان کو اور بھی جلا بخش دی تھی۔ آپؓ نے اپنی ساری زندگی بڑے صدق و خلوص سے گزاری۔ پہلے آپ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پہرہ دار کے طور پر خدمات بجا لاتے رہے۔ اور پھر خزانہ صدر انجمن احمدیہ کے پہرہ دار رہے چنانچہ تقسیم ملک کے وقت بھی آپ خزانہ کے پہرہ دار ہی تھے۔ اور زمانۂ درویشی میں بھی اسی خدمت پر مامور رہے۔

نہایت مخلص، خاموش طبع اور اپنے کام سے کام رکھنے والے بزرگ تھے۔ آپ حضرت مولوی اسمٰعیل صاحب عرف "بزرگ صاحب" کے بھتیجے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام عبد الغفار تھا۔ اور وطن خوست علاقہ کابل تھا۔

ابتداء ۱۹۵۲ء میں بیمار ہو گئے اور بیماری طول پکڑ گئی۔ کافی علاج معالجہ قادیان میں بھی ہوتا رہا اور پھر دھاریوال کے ہسپتال میں بھی داخل کروایا گیا۔ بعض درویش بھائیوں نے اپنا خون بھی دیا لیکن وقت پورا ہو چکا تھا اس لئے ۱۶ر اپریل ۱۹۵۲ء کو آپؓ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ نمبر ۸ میں دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

— ۲۷ —

حضرت بابا بھاگ صاحبؓ امرتسری درجہ ۱ صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اور لمبے عرصہ سے قادیان میں رہتے تھے۔ یہاں وہ کڑھائی اور زردوزی کا کام کرتے تھے۔ اور یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ ان کی دو بیٹیوں کی شادیاں بھی قادیان میں ہوئی تھیں ایک داماد میاں عبد اللہ صاحب مالی تھے۔ آپ تقسیم ملک کے وقت ہی کافی معمر تھے۔ اور تقسیم کے بعد تو پیر فرتوت ہو گئے تھے۔ خاموشی، تنہائی اور دعاؤں سے ہی درویشانہ خدمت بجا لاتے رہے۔ عمر کے آخری ایام میں چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے اور حواس بھی بجا نہ رہے تھے۔ آخر ۱۸ر جون ۱۹۵۷ء کو موت کا پیغام آ گیا اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ نمبر ۸ میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں بلندی بخشے۔ آمین

— ۲۸ —

حضرت بابا شیر محمد صاحب ولد دتہ خاں صاحب بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اور قادیان کے محلہ دار العلوم میں ان کا اپنا مکان تھا۔ تقسیم ملک کے وقت پاکستان چلے گئے تھے لیکن حضور انور کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے مئی ۱۹۴۸ء میں قادیان تشریف لائے۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۹ سال کی تھی۔ کافی معمر ہونے کے باوجود نمازوں کے لئے باقاعدہ مسجد میں تشریف لاتے۔ قد لمبا اور دیہاتی سادگی کا مجسمہ تھے۔ نوے سال کی عمر میں ۱۷ر اگست ۱۹۴۹ء کو وفات پائی اور قطعہ صحابہ نمبر ۸ میں سپردِ خاک کئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

— ۲۹ —

حکیم عبد الرحیم صاحب ولد محمد جعفر صاحب حیدر آباد و ریاست کپورتھلہ کے رہنے والے تھے لیکن لمبے عرصہ سے ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے اور محلہ مسجد فضل میں اپنا مکان بنا لیا تھا۔ اور اپنے دواخانہ بنام "فیضِ عام" میں طبابت کرتے تھے۔ خاموش طبع سنجیدہ اور دعاگو بزرگ تھے۔ قادیان آنے سے قبل آپ نے کچھ عرصہ پرانی انار کلی لاہور میں بھی دواخانہ فیضِ عام جاری کیا تھا۔ اور کچھ عرصہ ایبٹ آباد میں بھی طبابت کرتے رہے۔ اور کچھ عرصہ (غالباً تلاشِ روزگار میں) برما میں بھی رہے۔ درویشی کے چودہ سال گزار کر ساٹھ سال کی عمر میں ۱۰ر جون ۱۹۶۱ء کو وفات پائی۔ اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ میں دفن ہوئے مرحوم کے ایک فرزند فضل محمود صاحب سرگودھا میں مقیم ہیں۔

(باقی آیندہ)

وصیّت

"تم جلد سے جلد وصیت کرو تا کہ جلد سے جلد نظامِ نو کی تعمیر ہو۔ وہ مبارک دن جلد آ جائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے" (المصلح الموعود)

۳۰ر نومبر تک سو فیصد ادا کرنیوالے مخلصین

دعائیہ فہرست حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں بھجوا دی گئی

تحریکِ جدید کے سالِ رواں یعنی دفتر اوّل سال ۲۹ دفتر دوم سال ۱۹ میں جن مخلصین جماعت نے اپنے وعدے سو فیصد ادا فرما دیئے ہیں ان کے اسماء گرامی کی فہرست ذیل میں درج کی جا رہی ہے صیغہ ہذا ان تمام مخلص بھائیوں اور بہنوں کے مخلصانہ تعاون کے لئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اس فرض کی ادائی پر مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے اور دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

کچھ مخلصین جماعت ایسے بھی ہیں جو باوجود اپنے اخلاص اور خواہش کے ۳۰ر نومبر تک ادائیگی نہیں کر سکے ان کے لئے موقعہ ہے کہ وہ اگلی دعائیہ فہرست میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ جو ۳۱ر جنوری ۱۹۶۳ء تک سو فیصد ادا کرنے والے مخلصین کے ناموں پر مشتمل ہوگی انشاء اللہ

وکیل المال تحریک جدید قادیان

دفتر اوّل

۱۔ مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی سراج الحق صاحب قادیان ۷ — ۷۵
۲۔ مکرم ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب قادیان ۵ — ۶۲
۳۔ " مستری غلام رسول صاحب چیمہ ۲۶ — ۰۰
۴۔ " امام علی صاحب اوڈے پور کٹک ۱۷ — ۰۰
۵۔ " منشی کلیم الدین صاحب " ۶ — ۱۵
۶۔ مکرمہ مہر النساء صاحبہ ڈبروگڑھ آسام ۵۱ — ۰۰
۷۔ مکرم سید محمد یونس صاحب سرو ۸ — ۰۰
۸۔ مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم فاضل الدین صاحب سکندر آباد ۱۰ — ۰۰
۹۔ مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی کلکتہ ۱۸۰ — ۰۰
۱۰۔ " منشی محمد شمس الدین صاحب " ۳۱ — ۰۰
۱۱۔ " حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیر ۵۱ — ۰۰
۱۲۔ " سیٹھ محمد عبد الحی صاحب " ۲۱۱ — ۰۰
۱۳۔ " " محمد الیاس " " ۵۹ — ۰۰
۱۴۔ " مولوی محمد اسماعیل صاحب وکیل " ۳۰ — ۰۰
۱۵۔ " " محمد اسماعیل صاحب غوری " ۶۵ — ۰۰
۱۶۔ " عبد الغفار صاحب تیر گر " ۱۵ — ۰۰
۱۷۔ " محترمہ رسول بی صاحبہ مجھلی اماں " ۴۰ — ۰۰
۱۸۔ " خواجہ بیگم صاحبہ چھوٹی اماں " ۵۲ — ۰۰
۱۹۔ " فاطمہ بیگم صاحبہ " ۴۰ — ۰۰
۲۰۔ " امتہ الحی بیگم صاحبہ " ۶۰ — ۰۰
۲۱۔ مکرم پیر محمد صاحب ٹانگی " ۶ — ۷۵
۲۲۔ " عبد الرحیم صاحب کرنول " ۲۲ — ۷۵
۲۳۔ " غلام حسین صاحب چوڈری " ۶۵ — ۰۰
۲۴۔ محترمہ احمدی بیگم صاحبہ " ۴۰ — ۰۰
۲۵۔ مکرم مولوی محمد امام صاحب غوری " ۱۳ — ۵۰
۲۶۔ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر ۲۰ — ۰۰

دفتر دوم

۱۔ مکرم مولوی سراج الحق صاحب قادیان ۷۵ —
۲۔ " سید شہامت علی صاحب " ۷ — ۱۲
۳۔ " " قادرین " " " " ۵ — ۴۴
۴۔ " " اہلیہ صاحبہ " " " ۲ — ۳۷
۵۔ " " بچگان " " " ۴ — ۴۴
۶۔ مکرمہ امتہ الحفیظ صاحبہ بنت مکرم مولوی فیض احمد صاحب یادگیر ۵ — ۰۰
۷۔ مکرم بابا عطا محمد صاحب قادیان ۶ — ۵۰
۸۔ " بابا محمد اسماعیل صاحب " ۱۶ — ۱۲
۹۔ " محمود احمد صاحب مبشر " ۶ — ۶۲
۱۰۔ " مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ ۳۹ — ۲۵
۱۱۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ فضل الرحمن صاحب قادیان ۶ — ۳۱
۱۲۔ مکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ کلکتہ ۲۱ — ۰۰
۱۳۔ مکرم عبد المجید صاحب مالاباری " ۵ — ۰۰
۱۴۔ " ایس ایم یوسف صاحب باندہ ۷ — ۰۰
۱۵۔ مکرمہ بیگم صاحبہ حاجی عبد القدوس صاحب شاہجہانپور ۱۱ — ۰۰
۱۶۔ " حفیظہ خاتون صاحبہ " ۶ — ۰۰
۱۷۔ " بیگم محمد عقیل صاحب " ۱۱ — ۰۰
۱۸۔ " " محمد صادق صاحب " ۹ — ۲۵
۱۹۔ " " محمد فاروق صاحب " ۱۰ — ۰۰
۲۰۔ " " ڈاکٹر محمد عابد صاحب " ۱۰ — ۵۰
۲۱۔ " مہر جہاں بیگم صاحبہ " ۶ — ۱۹
۲۲۔ " سیٹھ محمد عبد اللطیف صاحب یادگیر ۲۰ — ۰۰
(موصوف گو دفتر دوم کے مجاہد ہیں لیکن حصولِ ثواب کی خاطر انہوں نے دفتر اوّل میں بھی ۱۰۱ روپیہ عطا فرمایا ہے۔) جزاہ اللہ
۲۳۔ مکرم عبد البصیر صاحب ولد سیٹھ محمد عبد الحی صاحب یادگیر ۵ — ۲۵
۲۴۔ " منصور احمد صاحب " " " ۵ — ۰۰
۲۵۔ " عبد السلام صاحب نخل " ۵ — ۲۵
۲۶۔ " نذیر احمد صاحب گلبرگہ " ۲۵ — ۰۰
۲۷۔ " منشی عبد النبی صاحب کلور " ۵ — ۰۰
۲۶۔ " محمد راجہ صاحب گلبرگہ " ۵ — ۲۵
۲۷۔ " مولوی نور الدین صاحب " ۵ — ۲۵
۲۸۔ " منظور احمد صاحب تیر گر " ۵ — ۲۵
۲۹۔ " عبد الرشید صاحب شحنہ " ۶ — ۰۰
۳۰۔ " بشیر احمد صاحب بلگام " ۲ — ۰۰
۳۱۔ " مولوی فضل الرحمن صاحب " ۲ — ۰۰
۳۲۔ " عبد الرؤف صاحب چینا " ۵ — ۲۵
۳۳۔ " عبد الغفار صاحب سگری " ۵ — ۰۰
۳۴۔ " عبد العزیز صاحب سگری " ۵ — ۰۰
۳۴۔ " عبد الرشید صاحب گوگی ۶ — ۰۰
۳۵۔ " غلام احمد صاحب گلبرگہ ۶ — ۰۰
۳۶۔ مکرم سیٹھ لطف اللہ صاحب غوری یادگیر ۲۶ — ۰۰
۳۷۔ " " رحمت اللہ صاحب غوری " ۱۳ — ۰۰
۳۸۔ " " رفعت اللہ صاحب غوری " ۱۱ — ۰۰
۳۹۔ " " نصرت اللہ صاحب غوری " — ۰۰
۴۰۔ " " نثار احمد صاحب " ۱۰ — ۰۰
۴۱۔ " " عبد الصمد صاحب " ۵ — ۵۰
۴۲۔ " فیض احمد صاحب شحنہ " ۸ — ۰۰
۴۳۔ " محمد علی صاحب گڈہ " ۳۲ — ۵۰
۴۴۔ " سیٹھ محمد ادریس صاحب " ۱۱ — ۰۰
۴۵۔ " " نذیر احمد صاحب " ۱۸ — ۵۰
۴۶۔ " محمد خواجہ صاحب غوری " ۱۴ — ۲۵
۴۷۔ " عبد الحبیب صاحب گلبرگہ " ۸ — ۶۰
۴۸۔ " محمد محسن صاحب گتہ دار تعمیرات " ۳۰ — ۶۰
۴۹۔ " عبد الحفیظ صاحب گلبرگہ " ۱۱ — ۷۵
۵۰۔ " محمد عثمان صاحب پرنس " ۳۰ — ۰۰
۵۱۔ " بشیر احمد صاحب گلبرگہ " ۵ — ۰۰
۵۲۔ " منصور احمد صاحب نخل " ۶ — ۰۰
۵۳۔ " بشیر الدین احمد صاحب " ۷ — ۵۰
۵۴۔ " عبد الشکور صاحب شولاپوری " ۷ — ۰۰
۵۵۔ " محمد جعفر صاحب سررشتہ دار " ۶ — ۵۰
۵۶۔ " مولوی خورشید احمد صاحب برنی " ۳۰ — ۵۰
۵۷۔ " رحمت اللہ صاحب گڈہ " ۹ — ۰۰
۵۸۔ " فاروق احمد صاحب تیر گر " ۸ — ۰۰
۵۹۔ " فاروق احمد صاحب لاڑجی " ۷ — ۵۰
۶۰۔ " عمر فاروق صاحب لاڑجی " ۸ — ۰۰
۶۱۔ " مبارک احمد صاحب اقبال تانڈور " ۲۵ — ۰۰
۶۲۔ " شاہد محمود صاحب غوری " ۶ — ۰۰
۶۳۔ " احمد ذکیع صاحب غوری " ۶ — ۰۰
۶۴۔ " محمد ابراہیم صاحب ہشیاٹر " ۶ — ۰۰
۶۵۔ " مقبول احمد صاحب لاڑجی " ۶ — ۰۰
۶۶۔ " برہان الدین صاحب انوٹی " ۶ — ۰۰
۶۷۔ " اقبال احمد صاحب تیر گر " ۵ — ۰۰
۶۸۔ " منیر احمد خان صاحب " ۵ — ۲۵
۶۹۔ " عبد الرشید صاحب گلبرگہ " ۵ — ۲۵
۷۰۔ " اعجاز احمد صاحب لائبریری " ۶ — ۰۰
۷۱۔ مکرمہ راشدہ بیگم صاحبہ " ۶ — ۲۵
۷۲۔ " شاہدہ بیگم صاحبہ " ۵ — ۰۰
۷۳۔ مکرم رضی الرحمن صاحب " ۶ — ۰۰
۷۵۔ " اسد اللہ صاحب غوری " ۵ — ۰۰
۷۶۔ مکرمہ امتہ السلیم بیگم صاحبہ " ۱۲ — ۵۰
۷۷۔ " امتہ البشیر بیگم صاحبہ ۷ — ۵۰
۷۸۔ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ یادگیر ۱۰ — ۵۰
۷۹۔ " نفیسہ بیگم صاحبہ " ۱۰ — ۵۰
۸۰۔ " عائشہ صدیقہ صاحبہ " ۹ — ۰۰
۸۱۔ " رضیہ بیگم صاحبہ۔ موصوفہ دفتر دوم میں شامل تھیں لیکن انہوں نے حصولِ ثواب کے لئے دفتر اوّل میں بھی ۱۰۱ روپیہ کا عطیہ دیا ہے۔ جزاہا اللہ ۱۱ — ۰۰
۸۲۔ " امتہ المتین صاحبہ یادگیر ۵ — ۲۵
۸۳۔ " زینب بی صاحبہ گلبرگہ ۴ — ۰۰
۸۴۔ " سعیدہ بیگم صاحبہ " ۸ — ۰۰
۸۵۔ " آمنہ صدیقہ بیگم صاحبہ " ۸ — ۰۰
۸۶۔ " حلیمہ بی صاحبہ چوڈری " ۸ — ۰۰
۸۷۔ " آمنہ بی صاحبہ گڈے " ۸ — ۰۰
۸۸۔ " عزیزہ بیگم صاحبہ گلبرگہ " ۶ — ۵۵
۸۹۔ " محبوب بی صاحبہ شحنہ " ۷ — ۰۰
۹۰۔ " حبیب بی صاحبہ گلبرگہ " ۴ — ۲۵
۹۱۔ " احمدی بیگم صاحبہ اہلیہ بشیر الدین صاحب " ۵ — ۰۰
۹۲۔ " اولاد امتہ الصغیر بیگم صاحبہ " ۵ — ۰۰
۹۳۔ مکرم حسن الدین صاحب تماکو مرچنٹ " ۵ — ۰۰
۹۴۔ " عبد المجید صاحب گلبرگہ " ۵ — ۰۰
۹۵۔ " کاریگران بیڑی فیکٹری نمبر ۱ " ۵ — ۰۰
۹۶۔ " عبد الرؤف صاحب شیموگہ ۷ — ۵۰
۹۷۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " " ۵ — ۵۰
۹۸۔ " پروین صاحبہ " ۵ — ۰۰
۹۹۔ " نسرین صاحبہ " ۵ — ۰۰
۱۰۰۔ مکرم ایس کے اختر حسین صاحب " ۲۴ — ۰۰
۱۰۱۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " ۵ — ۰۰
۱۰۲۔ " " والدہ صاحبہ " " ۵ — ۰۰
۱۰۳۔ مکرم عبد العلیم صاحب " ۵ — ۰۰
۱۰۴۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ سید حامد صاحب "

درخواست دعا

۱۔ مکرم ملک بشیر احمد صاحب آرہ (بہار) پیشاب اور معدے کے امراض سے بیمار ہیں۔ ان کی بہو محترمہ سعیدہ بیگم کو دل کا عارضہ ہے ہر دو کے لئے دعائے صحت فرمائی جائے۔
۲۔ برادرم احمد حسین صاحب درویش کی اہلیہ رائچور میں بیمار ہیں دعائے صحت فرمائی جائے۔
۳۔ خاکسار کی والدہ محترمہ ربوہ میں شدید درد سے بیمار ہیں دعائے صحت فرمائی جائے

مرزا ظہیر الدین منور احمد درویش قادیان

ضروری التماس

احبابِ جماعت احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں

۱۔ جیسا کہ قبل ازیں بذریعہ سرکلر چٹھی اطلاع دی جا چکی ہے، مرکز میں نیشنل ڈیفنس فنڈ کے سلسلہ میں علیحدہ امانت کھولی گئی ہے۔ جملہ احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ جہاں اپنے علاقہ میں جنگِ چین کے مقابلہ کے لئے نیشنل ڈیفنس فنڈ میں حصہ لیں وہاں مرکز کی اہمیت اور ضرورت کے پیشِ نظر دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں امانت نیشنل ڈیفنس فنڈ میں زیادہ سے زیادہ رقوم بھجوائیں تاکہ مرکز بھی تمام جماعتوں کی نمائندگی میں اپنے فرائض سے سبکدوش ہو سکے۔

۲۔ احباب کی خدمت میں یہ بھی گزارش ہے کہ جو رقوم یا خون کا عطیہ احباب اپنے اپنے علاقہ میں حکومت کو پیش کریں اس کی مفصل اطلاع بھی نظارت ہذا میں دیں تاکہ سلسلہ کی خدمات کو اجتماعی طور پر ریکارڈ میں رکھا جائے۔

اللہ تعالےٰ سب کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو

ناظر امور عامہ قادیان

خبریں

نئی دہلی ۳؍دسمبر۔ وزیراعظم بھارت پنڈت جواہر لعل نہرو نے آج لوک سبھا میں اعلان کیا کہ بھارت اور چین کی سرحد سے چینی فوجوں کے ہٹائے جانے کے متعلق پوزیشن قدرے مبہم اور غیر واضح ہے۔ جنگی مورچوں سے چینی فوجوں کے ہٹائے جانے کے کچھ آثار دکھائی دیتے ہیں۔ ہراول مورچوں پر اگرچہ چینی فوجوں کی تعداد کم ہوگئی ہے مگر وہ فی الحقیقت پیچھے نہیں ہٹیں۔ آپ نے کہا کہ چینیوں نے کچھ زخمی قیدیوں کو ۵؍دسمبر کو بوم ڈیلا میں ریڈ کراس سوسائٹی آف انڈیا کے حوالہ کرنے کی پیشکش کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ چینی فوجی بوم ڈیلا میں قیدیوں کو انڈین ریڈ کراس کے حوالے کرنے کے لئے موجود رہیں گے۔ بوم ڈیلا کے پیچھے بظاہر کچھ فوجیں پیچھے ہٹی ہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کتنی فوجیں پیچھے ہٹی ہیں۔ اور کون کونسی فوجیں ہٹی ہیں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف علاقوں میں چینی فوجوں کو ہٹانے کا عمل جاری ہے۔ آپ نے لوک سبھا کو بتایا کہ انہوں نے بھارت اور پاکستان کی مجوزہ بات چیت کے متعلق ۳۰؍نومبر کو اور پھر یکم دسمبر کو جو بیانات دیئے تھے ان میں کوئی تضاد یا فرق نہیں تھا۔

روم ۳؍دسمبر۔ روس کے ڈپٹی وزیراعظم مسٹر فرول کوزلوف نے اٹلی کی کمیونسٹ پارٹی کی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بھارت اور چین کے درمیان سرحدی لڑائی سے روس میں گہری تشویش پیدا ہو رہی ہے۔ اس لڑائی سے ہمارے چینی بھائیوں اور ہمارے بھارتی دوستوں کے مفادات کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

قاہرہ ۳؍دسمبر۔ صدر ناصر نے بھارت اور چین کے درمیان بات چیت کا میدان تیار کرنے کی کوششیں ایک بار پھر شروع کی ہیں۔ صدر ناصر نے اس سلسلہ میں چین کے وزیراعظم کو جو خط لکھا تھا کل چینی سفیر نے انہیں اس کا جواب پہنچایا۔ پتہ چلا ہے کہ صدر ناصر نے چینی وزیراعظم کو لکھا تھا کہ پرامن بات چیت کے لئے ضروری فضا پیدا کرنے کے لئے چینی فوجوں کو ۸؍ستمبر سے پہلے کے مورچوں پر واپس چلے جانا چاہیئے۔ چین نے ۲۱؍نومبر کو جنگ بندی کا جو فارمولا پیش کیا تھا صدر ناصر نے اس کی وضاحت طلب کی ہے اور پوچھا ہے کہ چینی فوجیں نیفا اور لداخ میں کس مقام تک پیچھے ہٹنے کے لئے تیار ہیں۔ صدر ناصر نے اپنا خط بھارتی وفد کے ساتھ بات چیت کرنے کے بعد لکھا تھا۔

لنڈن ۳؍دسمبر۔ برطانیہ کے کامن ویلتھ وزیر مسٹر ڈنکن سینڈیز نے آج یہاں لنڈن کے ہوائی اڈہ پر اخبارات کے نامہ نگاروں کے ساتھ بات چیت کے دوران کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ کشمیر کے متعلق بہت زیادہ مشکل جھگڑے کے حل کا امکان اس وقت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔

نئی دہلی ۳؍دسمبر۔ وزارتِ خارجہ کے ایک ترجمان نے آج شام بتایا کہ بوم ڈیلا اور سیلا کے علاقہ سے سات ہزار بھارتی فوجی واپس آگئے۔

بمبئی ۳؍دسمبر۔ مرکزی وزیر خوراک شری ایس کے پاٹل نے چوپاٹی کے وسیع میدان میں ایک عظیم پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ چین کی جنگ بندی تجاویز بالعزم مسترد کر دی جانی چاہئیں۔ اور بھارت کی آزادی اور عزت و آبرو برقرار رکھنے کا یہی واحد طریقہ ہے۔ آپ نے کہا کہ چین اس وقت طاقت کی پوزیشن سے تجاویز پیش کر رہا ہے جو اس نے دھوکہ سے بھارت پر حملہ کر کے حاصل کی ہے اور اگر بھارت نے یہ تجاویز مان لیں تو یہ دنیا کی نظروں میں اپنا وقار اور عزت ختم کرنے کے مترادف ہوگا۔ آپ نے کہا بھارت ایک بار چین کے دھوکہ میں آچکا ہے اور اب حکومت کو دوبارہ اس کے جال میں نہ پھنسنا چاہیئے۔

واشنگٹن ۳؍دسمبر۔ مسٹر ہیری مین نے بھارت سے واپس آنے کے بعد جو رپورٹ مرتب کی ہے اس کی سفارشات ابھی شائع نہیں کی گئیں تاہم پتہ چلا ہے کہ وہ بھارت کو امریکی اسلحہ کی سپلائی اس وقت تک جاری رکھنے کے حق میں ہیں جب تک بھارتی فوجوں کے پاس چینی جارحیت کو ختم کرنے کے لئے کافی آتشیں اسلحہ اور پہاڑی جنگ میں استعمال ہونے والے ہتھیار کافی مقدار میں جمع نہیں ہو جاتے۔

تیز پور ۳؍دسمبر۔ فوا گونگ پولیس نے دریائے برہم پتر کے جنوب کا قصبہ پرواتی گاؤں بور بڑھاسے دو اشخاص کو چینیوں کے لئے جاسوسی کرنے کے الزام میں گرفتار کیا ہے ان میں ایک چینی اور دوسرا بھارتی باشندہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گرفتاری کے وقت چینی باشندہ کے قبضہ سے ۲۵ ہزار روپیہ نکلا اور بھارتی باشندہ کے پاس بھارت اور چین کے نقشے تھے۔ چینی باشندہ نے گرفتاری کے بعد بتایا کہ میرے پاس بہت سی خبریں ہیں اور یہ بہتر ہوگا کہ آپ مجھے دہلی لے چلیں۔

پیکن ۳؍دسمبر۔ وزیراعظم نہرو نے جنگبندی کی شرائط کو رد کر دینے کے متعلق چینی وزیراعظم کو جو خط لکھا ہے اس کی ایک نقل کل رات چین کی وزارتِ خارجہ میں پہنچا دی گئی۔ چینی اخبارات نے آج اس خط کے متعلق کوئی خبر شائع نہیں کی۔ البتہ ان کی طرف سے چین کی تجاویز کی حمایت میں پروپیگنڈہ بدستور جاری ہے۔

قاہرہ ۳؍دسمبر۔ مشرقی یورپ کے سفارتی حلقوں کے مطابق روس نے بھارت کو ایم آئی جی قسم کے جہازوں کی سپلائی کی پیشکش یقینی طور پر واپس لے لی ہے اور اس فیصلہ سے بھارت کو مطلع کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے روس کے فیصلہ کی کوئی وجہ نہیں بتائی۔ دوسرے کسی ذریعہ سے اس خبر کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ لیکن مشرقی یورپ کے ڈپلومیٹ روس کی پالیسیوں کے بارہ میں اچھی طرح آگاہ ہیں۔

نیشنل ڈیفنس فنڈ میں
ضلع گورداسپور کا حصّہ

۱۔ ضلع گورداسپور میں ۲۹؍نومبر تک ۱۳۰۵۱۸۶ روپے نیشنل ڈیفنس فنڈ میں جمع ہو چکے ہیں

۲۔ گورنمنٹ گرلز نارمل سکول گورداسپور کے سٹاف نے ایک دن کی تنخواہ نیشنل ڈیفنس فنڈ میں دے دی ہے

۳۔ گورنمنٹ کالج گورداسپور اور ایس ڈی کالج پٹھانکوٹ کے سٹاف اور لڑکوں نے جن کی تعداد بارہ صد سے زیادہ ہے خون دینے کے لئے سول سرجن گورداسپور کو اپنے نام بھیج دئے ہیں۔

۴۔ مہارانی پٹیالہ ۱۴؍نومبر کو گورداسپور تشریف لائیں اور لیڈیز کلب گورداسپور میں ایک بڑی بھاری کانفرنس ہوئی۔ جسے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ قومی سپرٹ جنگ میں کامیابی کی کنجی ہے۔ آپ کی تقریر سے متاثر ہو کر لڑکیوں نے اپنے زیورات نیشنل ڈیفنس فنڈ میں دان دئے۔ رنجیت باغ میں مہارانی صاحبہ کو ۳۲۲۲۱ روپیہ اور ۵۱۰۰۰ روپیہ کے سرٹیفیکیٹ پیش کئے گئے۔

۵۔ اسی روز ڈپٹی کمشنر گورداسپور شری آر ڈی ملہوترہ نے ایک مہینہ کی تنخواہ اور شریمتی ملہوترہ نے سونے کی چار چوڑیاں اور ان کے لڑکے نے ایک پونڈ اور لڑکی نے طلائی انگوٹھی فنڈ میں دی۔

۶۔ کئی افسروں نے ہر ماہ اپنی تنخواہوں سے کٹوتی کر کے نیشنل ڈیفنس فنڈ میں دینے کا اعلان کیا۔

۷۔ موضع مرزاپور اور تھوہا تھانہ دینانگر کے ۲۸ بازیگر بیلداروں نے ۵۰۰/- روپے فنڈ میں دئے

۸۔ پنچایت بوکسوال نے گوردوارہ کی طرف سے چار صد روپیہ دان دیا۔ اور دس نوجوانوں نے دس دس روپے نقد دینے کے علاوہ اپنی خدمات پیش کیں

۹۔ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کے لڑکوں نے چار صد روپیہ پردھان منتری کے فنڈ میں اور ۲۶۰ روپیہ مکھیہ منتری پنجاب کے ڈیفنس فنڈ میں دیا اور ۵۰۰/- روپیہ کے بانڈ خریدے۔

۱۰۔ ڈوگرہ فوج کی بھرتی کے لئے ایک سپیشل ریکروٹنگ پارٹی ۱۱؍دسمبر کو گورداسپور اور ۱۲؍کو دینانگر جائیگی

۱۱۔ ۲۳؍نومبر کو ڈپٹی کمشنر فوڈ اینڈ سپلائز کی زیر صدارت ایک جلسہ گورداسپور میں منعقد ہوا۔ ایس ڈی او صاحب نے ۲۱۰۰۰/- روپیہ ضلع کی طرف سے آپکی خدمت میں پیش کیا۔ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کے ہیڈ ماسٹر نے ہر ماہ ۵۰۰/- سکول کی طرف سے دینے کا وعدہ کیا۔ اور گورنمنٹ گرلز نارمل سکول کی ہیڈ مسٹرس نے کہا کہ اگر ہمیں اُون مہیا کر دی جائے تو ہم ہر ہفتہ سو جرسی فوجی بھائیوں کے لئے تیار کر کے دے سکتی ہیں چنانچہ ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی نے اون کے لئے ایک ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔

۱۲۔ خالصہ سکول بھکو ہانہ نے ۲۵۰۰/- فنڈ میں دئے

نیشنل ڈیفنس اور قومی یکجہتی کے لئے پونچھ شہر میں پبلک جلسہ

پونچھ ۲۳؍نومبر۔ نیشنل ڈیفنس کمیٹی کے زیر اہتمام ایک جلسہ جناب اے ایس کھنہ ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ خواجہ محمد صدیق فانی نے ایک نظم بعنوان "اٹھو اور چین کو للکارو" پڑھی۔ مسٹر صدیقی اور میر پیام محمد ایم ایل سی نے چینی جارحیت کے خلاف تقریریں کیں۔ جناب کھنہ صاحب نے ایک مؤثر تقریر کی جو ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ چینی جارحیت کے خلاف عوام کے جذبات اس قدر متاثر تھے کہ اسی وقت تین ہزار روپیہ نقد نیشنل ڈیفنس فنڈ میں جمع ہوا اور بعض خواتین نے اپنے زیورات پیش کئے۔ پبلک کے افراد اور سکولوں کے طلباء نے خون دینے کی بھی پیشکش کی۔ مستورات کی طرف سے یہ بھی اعلان ہوا کہ ہم سرخی پوڈر کا استعمال ترک کر کے اس کی بچت ڈیفنس فنڈ میں دیں گی۔ اوقاف کمیٹی، جماعت احمدیہ، سناتن دھرم سبھا اور انجمن حزبیہ نے عطیات دئیے (نامہ نگار)

جماعت احمدیہ بمبئی　بقیہ ص۲

مجوزہ پروگرام کے مطابق ۱۲؍اکتوبر کو جماعت کے احباب صبح ساڑھے نو بجے الحق بلڈنگ میں یوم التبلیغ منانے کے لئے جمع ہوئے۔ اور پھر اردو، ہندی، مرہٹی، گجراتی، فارسی اور انگریزی کا لٹریچر لے کر روانہ ہوگئے جسے مختلف علاقوں میں تقسیم کیا گیا اور احباب نے انفرادی تبلیغ کی۔ لوگوں نے شکریہ کے ساتھ لٹریچر قبول کیا۔ بارہ احباب نے یہ یوم منانے میں حصہ لیا۔ دوپہر تک لٹریچر تقسیم ہوتا رہا۔ ایرانی بھائیوں کے ہوٹلوں اور اطلم بازار میں بھی لٹریچر پہنچایا گیا۔ شام کو بعد نماز مغرب الحق میں جلسہ منعقد ہوا جس میں طے پایا کہ آئندہ زیادہ تعداد میں لٹریچر منگوا کر ہر ماہ تقسیم کیا جایا کرے۔ منشی ظفر الاسلام صاحب اور یوسف علی عرفانی صاحب نے تبلیغ کی اہمیت پر تقریریں کیں

بدر کا جلسہ سالانہ نمبر:-

انشاء اللہ ۲۴ صفحات کا ہوگا اور علمائے سلسلہ کے نہایت قیمتی مضامین پر مشتمل ہوگا جو اہلِ قلم اصحاب ۱۲؍دسمبر تک اپنے مضامین ارسال فرما سکیں ان کے مضامین شکریہ کے ساتھ شاملِ اشاعت کئے جائیں گے۔ ۱۲؍دسمبر تک مضامین قادیان پہنچ جانے چاہئیں

(ادارہ)